25

ہم اٹامک (Atomic) بم ایسے مہلک حربے استعمال کرنا جائز نہیں سمجھتے

(فرمودہ 10 اگست 1945ء بمقام بیت الفضل ڈلہوزی)

تشہد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

"یہ خبریں کئی سال سے آرہی تھیں کہ جرمنی میں اس بات کی کوشش کی جارہی ہے کہ ایٹم (Atom) یعنی وہ ذرہ جس سے مادہ بنتا ہے اور جو خوردبینی ذرہ ہوتا ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے ایسی طاقتیں رکھی ہیں کہ اگر سائنسدان اس کو توڑنے اور اس کی طاقت کو محفوظ کرنے اور اس کو استعمال کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو اس کے اندر ایسی طاقتیں ہیں کہ ایک ذرہ کے توڑنے اور اس کی طاقت کو محفوظ رکھنے سے ایک شہر کو ایک لمبے عرصہ تک بجلی مہیا کی جاسکتی ہے۔ ان خبروں پر بعض لوگ ہنس دیتے تھے اور بعض لوگ تعجب کرتے تھے اور حیران ہوتے تھے کہ ایک خوردبینی ذرے میں اتنی طاقتیں کس طرح جمع ہو سکتی ہیں۔ لیکن یہ خیال سائنسدانوں کے دلوں میں تقویت پکڑتا چلا گیا اور بیسیوں سائنسدانوں نے اپنی زندگیاں اس تحقیق میں لگانی شروع کر دیں۔ جنگ کے دوران میں خصوصاً انگلستان، امریکہ اور جرمنی تینوں نے اپنے اپنے طور پر اِس طاقت کو حاصل کرنے کی کوشش کی۔ کیونکہ جنگی مفاد کے لحاظ سے یہ بات بہت اہم سمجھی جاتی تھی کہ وہ باریک ذرہ جو اپنے اندر اتنی عظیم الشان طاقتیں رکھتا ہے۔ اگر اِس کو بم کے طور پر استعمال کیا جاسکے تو وہ بہت کچھ اس جنگ کے سوال کو حل کر دے گا۔

جہاں تک سائنس کا سوال ہے میں تو سائنس جانتا نہیں اس لئے میں اس کی تفصیلات کو سمجھ نہیں سکتا لیکن یہ معلوم ہوا ہے کہ عملی طور پر جرمنی کی جنگ کے بعد اب ستائیس اٹھائیس دن ہوئے کہ امریکہ اور انگلستان کے سائنس دان اِس بات میں کامیاب ہو گئے ہیں کہ ایٹم کو پھاڑ کر اِس سے طاقت حاصل کر سکیں۔ اور انہوں نے اس سے بم بنانا شروع کر دیا ہے۔ کوئی پانچ دن کی بات ہے کہ ایٹم سے حاصل کردہ طاقت کا پہلا بم جاپان کے ایک شہر ہیروشیما پر استعمال کیا گیا جو کہ ایک چھاؤنی ہے اور بندرگاہ بھی ہے جہاں جاپانی بیڑا کھڑا ہوتا ہے یا تیار کیا جاتا ہے۔ یہ شہر کوئی سات مربع میل کا ہے۔ یعنی قریباً سوا دو میل چوڑا اور تین میل لمبا ہے۔ اور بوجہ اس کے کہ یہ صنعتی شہر ہے سمجھا جا سکتا ہے کہ اِس کی آبادی گنجان ہو گی کیونکہ صنعتی شہروں میں بجائے پھیلاؤ کے بڑے بڑے بلاکس بنا دیئے جاتے ہیں جن میں ایک ایک بلاک میں کئی کئی سَو بلکہ کئی کئی ہزار آدمی بستے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اس شہر کی آبادی چھ سات لاکھ کے قریب ہے۔ یا یوں کہنا چاہیے کہ چھ سات لاکھ کے قریب تھی۔ اور جب یہ بم جو پھینکا گیا ہے تو اس شہر کے متعلق آخری رپورٹ یہ ہے کہ ساٹھ فیصدی حصہ شہر کا یا یہ کہہ لو کہ چھ لاکھ کی آبادی میں سے پونے چار لاکھ آدمی ایک بم سے ہلاک ہو گئے۔ اور شہر کی 60 فیصدی عمارتیں ایک بم سے تباہ ہو گئیں۔ جاپانی لوگوں کا بیان ہے کہ اس بم کے گرنے کے بعد شدید گرمی پیدا ہوئی۔ اور اس بم کے دھماکے اور نقصان کے علاوہ وہ گرمی اتنی شدید تھی کہ اُس کی شدت کے دائرہ کے اندر کوئی ذِی روح چیز زندہ نہیں رہی۔ کیا انسان اور کیا حیوان، کیا چرند اور کیا پرند سب کے سب جُھلس کر خاک ہو گئے ہیں۔ یہ ایک ایسی تباہی ہے جو جنگی نقطۂ نگاہ سے خواہ تسلی کے قابل سمجھی جائے لیکن جہاں تک انسانیت کا سوال ہے اِس قسم کی بمباری کو جائز قرار نہیں دیا جا سکتا۔ ہمیشہ سے جنگیں ہوتی چلی آئی ہیں اور ہمیشہ سے عداوتیں بھی رہی ہیں لیکن باوجود ان عداوتوں کے اور باوجود ان جنگوں کے ایک حد بندی بھی مقرر کی گئی تھی جس سے تجاوز نہیں کیا جاتا تھا۔ لیکن اب کوئی حد بندی نہیں رہی۔ کون کہہ سکتا ہے کہ وہ شہر جس پر اس قسم کی بمباری کی گئی ہے وہاں عورتیں اور بچے نہیں رہتے تھے۔ اور کون کہہ سکتا ہے کہ لڑائی کی ذمہ داری میں عورتیں اور بچے بھی شامل ہیں۔ اگر جوان عورتوں کو شامل بھی سمجھا جائے تو

کم از کم بلوغت سے پہلے کے لڑکے اور لڑکیاں لڑائی کے کبھی بھی ذمہ دار نہیں سمجھے جاسکتے۔

پس گو ہماری آواز بالکل بیکار ہو لیکن ہمارا مذہبی اور اخلاقی فرض ہے کہ ہم دنیا کے سامنے اعلان کر دیں کہ ہم اس قسم کی خونریزی کو جائز نہیں سمجھتے خواہ حکومتوں کو ہمارا یہ اعلان بُرا لگے یا اچھا۔ ہمارے نزدیک جاپان کا قصور ہے اور ہم نے ہزارہا آدمی اس جنگ کی بھرتی میں دیئے ہیں۔ اور ہمارے نزدیک جرمنی اور اٹلی کا بھی قصور تھا اور ہماری جماعت کے سینکڑوں بلکہ ہزاروں آدمی اٹلی اور جرمنی میں جا کر لڑے اور ان میں سے کئی قید ہوئے جو اَب واپس آئے ہیں۔ ہم نے مال کے ساتھ بھی، آدمیوں کے ساتھ بھی اور اخلاقی طور پر بھی غرض ہر رنگ میں اتحادیوں کو مدد دی ہے اور اگر اس جنگ کے فتح کرنے میں کوئی مطالبہ ابھی باقی ہو تو ہمیں اس سے بھی انکار نہیں ہو گا بلکہ ہم دوسروں سے بڑھ کر قربانی کرنے کے لئے تیار ہوں گے۔ مگر اس کے ہرگز یہ معنے نہیں کہ ہم جنگی افسروں کے ہر فعل کو خواہ وہ انسانیت کے کتنا ہی خلاف ہو، خواہ وہ شریعت کے کتنا ہی خلاف ہو جائز قرار دیں۔ اگر اس قسم کی جنگ کا راستہ کُھل گیا تو وہ دنیا کے لئے نہایت ہی خطرناک ہو گا۔ پہلے زمانہ کے لوگوں نے لمبے تجربہ کے بعد کچھ حدبندیاں مقرر کر دی تھیں جن کی وجہ سے جنگیں خواہ کتنی ہی خطرناک ہوتی تھیں ایک حد پر جا کر اُن کا خطرہ رُک جاتا تھا۔ لیکن اب تو یہ سوال پیدا ہونا شروع ہو گیا ہے کہ جس قوم نے ہم سے جنگ کی ہے اِس جنگ کے ذمہ داروں کو پھانسی کی سزا دی جائے۔ اس قانون نے میں سمجھتا ہوں حالات کو بہت زیادہ بھیانک صورت دے دی ہے۔

یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ فتوحات کسی ایک قوم کے حق میں رہن نہیں ہوتیں کہ وہ ایک ہی قوم کے پاس رہیں۔ اور اگر یہ طریق جاری کر دیا جائے کہ فاتح قوم مفتوح قوم کے لیڈروں کو اِس لئے پھانسی دے دے کہ وہ اپنی قوم کی طرف سے لڑے تھے تو پھر اگر کل کو کوئی اَور قوم فاتح ہوئی اور اتحادیوں میں سے کوئی قوم مفتوح ہوئی تو ان کے لئے بھی وہی چیز مقدر سمجھی جانی چاہیے جو آج مفتوح قوم کے لئے جائز قرار دی گئی تھی۔ اگر انگلستان، امریکہ اور فرانس کو یہ حقوق حاصل ہوں کہ وہ مفتوح جرمنی اور مفتوح اٹلی کے لوگوں کو محض اِس وجہ سے کہ انہوں نے ان کے خلاف جنگ کی پھانسی کی سزا دیں تو اِس قانون کو غلط کہو یا صحیح

(جب ایک قانون بنا دیا جائے تو غلط اور صحیح کا فیصلہ کرنا مشکل ہو جاتا ہے) اگر اس جنگ کے بعد کوئی اَور ملک فاتح ہوا اور انگلستان یا امریکہ یا روس اِن تینوں میں سے کوئی مفتوح ہوا تو اس کے یہ معنے ہوں گے کہ فاتح قوم ان کے آدمیوں کو بھی پکڑ پکڑ کر پھانسی دینے لگ جائے☆ گو اس میں شبہ نہیں کہ جرمنی، اٹلی اور جاپان کا قصور ہے لیکن میرے نزدیک یہ طریق بھی پسندیدہ نہیں کہلا سکتا کہ بغیر کسی خاص دلیل کے جس کی وجہ سے عقل و انصاف ایک جنگی قیدی کو بھی سزا دینے کا فیصلہ کریں۔ ☆☆جنگی قیدیوں کو سزا دی جائے اگر ایسا ہو تو آئندہ بہت سے خطرات کا رستہ کھلنے کا خطرہ ہو سکتا ہے۔ نیز اس سے مزید جنگوں کا رستہ کھل جانے کا بھی خطرہ ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ کسی جنگ کے بند ہونے سے لوگ یہ نہیں سمجھیں گے کہ خونریزی بند ہو گئی ہے بلکہ یہ سمجھیں گے کہ ایک قسم کی خونریزی تو بند ہوئی ہے لیکن دوسری قسم کی خونریزی شروع ہو گئی ہے۔ جرمنی کے لوگوں کا یہ جُرم قرار دیا جاتا ہے کہ انہوں نے لندن کے نہتّے آدمیوں پر گولے پھینکے۔ جرمنوں نے یقیناً ظلم کیا، انسانیت کے خلاف حرکت کی اور ان کے اس فعل کو جس قدر بھی بُرا کہا جائے کم ہے اور خدا تعالیٰ نے ان کے جرم کی سزا بھی اُن کو دے دی کہ اُن کا غرور خاک میں مل گیا۔ لیکن یہ امر بھی یاد رکھنا چاہیے کہ جرمنوں نے جو گولے پھینکے وہ سَو سَو گز یا اِس سے کچھ زیادہ تک اثر رکھتے تھے اب اگر اتحادی ان کے مقابل پر اس سے زیادہ مار کرنے والے بم ان پر پھینکیں اور ان کی طرح ہی ان آدمیوں پر پھینکیں جو نہتّے ہوتے ہیں تو یہ فعل بھی ویسا ہی بُرا سمجھا جائے گا جیسا کہ ان کا تھا۔

اسی طرح جنگی قیدیوں کا سوال ہے دنیا میں یہ تسلیم شدہ قاعدہ ہے کہ انسان ان لوگوں

☆اس خطبہ کے بعد ایک اعلان شائع ہوا ہے جس میں ان مجرموں کی اقسام بیان کی گئی ہیں جن کو سزا دی جائے گی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جنگی مجرم کی خاص تعریف کی گئی ہے۔ گو مجھے اس تعریف سے پوری طرح اتفاق نہیں لیکن یہ ضرور ہے کہ ایسی تعریف سے اکثر وہی سزا پائیں گے جن کو عقل اور انصاف سزا دینا چاہتے ہیں۔

☆☆اور یقیناً جنگی قیدی بھی ایسے ہو سکتے ہیں کہ جو سزا کے مستحق ہوں۔ اس امر کی صحت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

کو جُرم کی سزا دے سکتا ہے جو اس کے اپنے ملک میں رہتے ہوں یا وہ جُرم جو جنگ کے علاوہ ہوں۔ یعنی ان کا جنگ کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہو۔ جیسے کوئی قوم جنگ میں آدمیوں کو پکڑ کر ان کے ناک کان کاٹے۔ اب یہ فعل ایسا ہے جو جنگ کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا۔ تو ایسے جرائم کی سزا دینا جائز تسلیم کیا گیا ہے۔ لیکن اس سے زیادہ اس قانون کو وسیع کرنا گویا آئندہ کے لئے خطرات کو بڑھا دینے والی بات ہے۔ اور ان باتوں کے نتیجہ میں مجھے نظر آرہا ہے کہ آئندہ زمانہ میں جنگیں کم نہیں ہوں گی بلکہ بڑھیں گی۔ اور وہ لوگ جو یہ خیال کرتے ہیں کہ اٹامک سے بڑی طاقتوں کے ہاتھ مضبوط ہو جائیں گے اور ان کے مقابلہ میں کوئی جنگی طاقت حاصل نہیں کر سکے گا یہ لغو اور بچوں کا سا خیال ہے۔ یہ خیال صرف اٹامک بم کے ایجاد ہونے پر ہی لوگوں کے دلوں میں پیدا نہیں ہوا۔ بلکہ جب بندوق ایجاد ہوئی تھی تو لوگ سمجھتے تھے کہ بندوق والے ہی دنیا میں غالب ہوں گے۔ اور جب توپ ایجاد ہوئی تو لوگ سمجھتے تھے کہ توپ والے ہی دنیا میں غالب ہوں گے۔ جب ہوائی جہاز ایجاد ہوئے تھے تو لوگوں نے گمان کیا تھا کہ ہوائی جہاز والے ہی دنیا میں غالب ہوں گے۔ جب گیس ایجاد ہوئی تھی تو لوگوں نے خیال کیا تھا کہ گیس والے ہی دنیا میں غالب ہوں گے۔ لیکن پھر وی۔ون 1 (V.One) اور وی۔ٹو 2 (V.Two) نکل آئے۔ تو لوگ سمجھے کہ وی ون اور وی ٹو والے ہی دنیا میں غالب ہوں گے۔ اس کے بعد اب اٹامک بم نکل آئے ہیں۔ یاد رکھو! خدا کی بادشاہت غیر محدود ہے اور خدا کے لشکروں کو سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ مَا يَعۡلَمُ جُنُوۡدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ 3 یعنی تیرے رب کے لشکروں کو سوائے اس کے کوئی نہیں جانتا۔ اگر بعض کو اٹامک بم مل گیا ہے تو اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے کہ وہ کسی سائنس دان کو کسی اَور نکتہ کی طرف توجہ دلا دے اور وہ ایسی چیز تیار کرلے جس کے تیار کرنے کے لئے بڑی بڑی لیبارٹری کی بھی ضرورت نہ ہو۔ بلکہ ایک شخص گھر میں بیٹھے بیٹھے اُس کو تیار کرلے اور اُس کے ساتھ دنیا پر تباہی لے آئے اور اس طرح وہ اٹامک بم کا بدلہ لینے لگ جائے۔

پس جس چیز کی ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ ان مہلک چیزوں کو کم کیا جائے نہ کہ انہیں بڑھایا جائے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کتنا لطیف نکتہ بیان فرمایا ہے کہ آگ کا

عذاب دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ مسلمانوں کو نہیں چاہئے کہ وہ اپنے دشمن کو آگ سے تعذیب و تکلیف دیں۔4 رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جانتے تھے کہ آگ جنگ کو روکنے کا موجب نہیں ہو گی بلکہ بڑھانے کا موجب ہو گی۔ اس میں شبہ نہیں کہ اگر جنگ میں دشمن نئی نئی ایجادوں کو اسلامی حکومت کے خلاف استعمال کرے تو اسلامی حکومت کو بھی اجازت ہے کہ اس کا اُسی رنگ میں جواب دے لیکن غلو سے کام نہ لے۔ یعنی مسلمانوں کو آگ کی ایسی ایجادوں کی طرف رغبت رکھنی منع ہے جن سے کسی کو عذاب دینا مقصود ہو۔ دنیا میں جتنے تغیرات ہوتے ہیں وہ سب کے سب خیالات کے ماتحت پیدا ہوتے ہیں۔ ان تغیرات کے پیچھے ایک جذبہ اور ایک محرک ہوتا ہے جس کے ماتحت لوگ سکیمیں بناتے ہیں۔ اگر کسی قوم کے دماغ کے پیچھے جذبہ اور محرک یہ ہو کہ ہم نے آگ کو بطور عذاب استعمال نہیں کرنا تو یقیناً وہ ایسی ایجادیں نہیں کرے گی جن میں آگ کا استعمال ہو۔ لیکن اگر کسی قوم کے دماغ کے پیچھے جذبہ اور محرک یہ ہو کہ آگ کا عذاب دینے میں کوئی حرج نہیں بلکہ جتنا کسی کو نقصان پہنچایا جا سکے اُتنا ہی اچھا ہے تو وہ ضرور اس کی طرف راغب ہو گی۔ تیرہ سو سال پہلے دنیا کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے لڑائیوں کے کم کرنے کا ایک راستہ بتایا تھا جب تک دنیا اِس راستہ پر نہیں چلے گی لڑائیاں کم نہیں ہوں گی بلکہ بڑھیں گی۔ امریکہ اور یورپ والے امن نہیں پائیں گے جب تک رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اس تعلیم کی طرف متوجہ نہیں ہوں گے۔ وہ جب تک رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ارشاد کے مطابق یہ نہ کہیں گے کہ ہمیں اِن آگ کی چیزوں کو ناجائز قرار دینا چاہیے اُس وقت تک حقیقی امن ان کو نصیب نہیں ہو گا۔ وہ ان چیزوں کو ناجائز قرار دیں اور پھر اُتنی ہی سختی کریں جتنی دشمن نے کی تو پھر دنیا میں یقیناً امن قائم ہو جائے گا۔ کیونکہ دشمن محسوس کرے گا کہ اگرچہ ان کے پاس زیادہ سخت سزا دینے کی طاقت تھی لیکن اخلاقی تعلیم کے ماتحت انہوں نے ہم سے نرمی کی ہے اور جو سلوک ہمارے ساتھ کیا گیا ہے وہ محض جوش، غصہ اور بدلہ کے جذبہ کے ماتحت نہیں۔ لیکن اگر ہم بوجہ اس کے کہ ہمارے پاس تباہی کے سامان زیادہ ہیں ایسے سخت ہتھیار استعمال کریں کہ دشمن کے بچے اور عورتیں تباہ کر دیں تو پھر دنیا اِسی کو اخلاق سمجھے گی کہ جتنی طاقت میسر آئے

اُسے استعمال کرو یہی قانون ہے۔ اور جب دنیا کے خیالات اِس طرف مائل ہوں گے کہ جتنے زیادہ سے زیادہ خطرناک ہتھیار ملتے جائیں اُن کو استعمال کرو تو لازماً دنیا میں فساد، جنگ اور خونریزی بڑھے گی۔

پس میرا یہ مذہبی فرض ہے کہ میں اس کے متعلق اعلان کر دوں گو حکومت اسے بُرا سمجھے گی لیکن میں سمجھتا ہوں کہ امن کے رستے میں یہ خطرناک روک ہے۔ اس لئے میں نے بیان کر دیا ہے کہ ہمیں دشمن کے خلاف ایسے مہلک حربے استعمال نہیں کرنے چاہئیں جو اِس قسم کی تباہی لانے والے ہوں۔ ہمیں صرف وہی حربے استعمال کرنے چاہئیں جو جنگ کے لئے ضروری ہوں۔ لیکن ایسے حربوں کو ترقی دینا اور ایسے حربوں کو استعمال کرنا جن سے عورتوں، بچوں اور اُن لوگوں کو جن کا جنگ کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں تکلیف پہنچے ہمارے لئے جائز نہیں۔ اور ہمارا فرض ہے کہ خواہ ہماری آواز میں اثر ہو یا نہ ہو حکومت سے کہہ دیں کہ ہم آپ کی خیر خواہی کے جذبہ کی وجہ سے مجبور ہیں کہ اِس امر کا اظہار کر دیں کہ ہم آپ کے اس فعل سے متفق نہیں۔ اور مجبور ہیں کہ آپ کو ایسا مشورہ دیں جس کے نتیجہ میں آئندہ جنگیں اور فتنے بند ہو جائیں۔

جہاں مَیں اس قسم کے حربوں کے استعمال کے خلاف ہوں اور سمجھتا ہوں کہ اخلاقی طور پر ہمارا فرض ہے کہ ہم حکومت کو بتائیں کہ یہ کام اچھا نہیں وہاں میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک عظیم الشان پیشگوئی اس بم کی ایجاد سے پوری ہوئی ہے اور آئندہ اَور بھی شدت سے اس کے پورا ہونے کا احتمال ہے۔ جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ ہماری آواز میں اثر تو ہے نہیں کیونکہ نہ ہم سیاست میں بڑے سمجھے جاتے ہیں اور نہ ہم جتھے میں اتنے بڑے ہیں کہ کوئی ہماری آواز کی طرف توجہ کرے اور نہ مذہبی طور پر ان قوموں کا ہم پر ایمان ہے کہ وہ سمجھیں کہ ہمیں اِن کی بات ماننی چاہیے۔ ہم نے تو صرف ایک فرض ادا کیا ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں کیا اور نہ ہی ہم کر سکتے ہیں۔ مگر دوسری طرف ہم اِس بات کو بھی نہیں بھول سکتے کہ خدائی فیصلہ کس طرح اپنے اپنے زمانہ میں پورا ہوتا چلا آتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا الہام ہے کہ "شہروں کو دیکھ کر رونا آئے گا۔"[5] پچھلی بمباریاں جو ہوئی

ہیں وہ اتنی عظیم الشان نہ تھیں جنہیں دیکھ کر رونا آتا ہو لیکن اٹامک بم سے جو بمباری کی گئی ہے اخبارات والے لکھتے ہیں کہ اِس بمباری کی تباہی کو دیکھ کر واقع میں رونا آتا ہے۔ اِس بم کے متعلق بعض لوگوں کا خیال ہے کہ چالیس چالیس میل تک کے علاقہ کو تباہ کر سکتا ہے۔ یہ صاف بات ہے کہ جہاں یہ بم گِرے گا اُن جگہوں کو دیکھ کر رونا آئے گا۔ مگر جن جن علاقوں پر وہ گِرے گا جہاں وہ اپنی تباہی کی طاقت پر شہادت دے رہا ہو گا اور اپنے بنانے والوں کے ہنر کی توصیف کر رہا ہو گا وہاں ہر تباہ شدہ علاقہ اور ہر تباہ شدہ ملک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سچائی کی گواہی بھی ساتھ دے رہا ہو گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں ہوائی جہاز بھی نہ تھے کہ ان کے ذریعہ بمباری کی جاتی۔ آپ کے بعد ہی ہوائی جہاز نکلے۔ پھر اس کے بعد ہوائی جہازوں سے گرانے والے بم نکلے۔ اور اس کے بعد اب یہ اٹامک بم نکل آئے ہیں جو حجم میں بالکل چھوٹے ہوتے ہیں لیکن دو ہزار سُپر فورٹرس (Super Fortress) 6 کی بمباری کے برابر ایک بم کا اثر ہوتا ہے۔ دو ہزار سُپر فورٹرس کی بمباری بیس ہزار ٹن کے برابر ہوتی ہے یا ہمارے ملک کے حساب سے پانچ لاکھ ساٹھ ہزار من ڈائنامیٹ پھینکنے کے برابر اس ایک بم کا پھینکنا ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ جہاں جہاں یہ بم گریں گے وہاں اللہ تعالیٰ کی قدرت ظاہر ہو گی اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ پیشگوئی عظیم الشان طور پر پوری ہو گی کہ ”شہروں کو دیکھ کر رونا آئے گا۔“

جب کبھی مومنوں کے لئے اللہ تعالیٰ غم کا پہلو نکالتا ہے تو ساتھ ہی خوشی کا پہلو بھی پیدا کر دیتا ہے۔ ہمیں غم ہے کہ دنیا اُس رستے پر چل رہی ہے جو اسے تباہی اور ہلاکت کی طرف لے جانے والا ہے۔ لیکن ساتھ ہی خوشی بھی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشگوئی پوری ہو کر ہمارے لئے زیادتیٔ ایمان کا موجب ہوئی۔ اور ہمیں مزید یقین دلاتی ہے کہ جس طرح یہ پیشگوئی پوری ہوئی ہے ویسے ہی وہ پیشگوئیاں بھی اپنے وقت پر پوری ہوں گی جن میں اسلام اور سلسلہ کے غلبہ کی خبر دی گئی ہے۔ اور ایک زمانہ اسلام پر ضرور آئے گا جب وہ تمام دنیا پر غالب ہو گا۔ ہم نہیں جانتے کہ اس کے بعد دنیا تباہ ہو گی یا باقی رہے گی لیکن اسلام کے غلبہ سے پہلے دنیا تباہ نہیں ہو گی۔ لوگ ایک دوسرے کو مارنے اور تباہ کرنے کی کوشش

کریں گے لیکن انسان ان تباہیوں اور بربادیوں میں سے کسی نہ کسی طرح بچ ہی نکلے گا۔ یہاں تک کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی غلامی میں اور آپ کے جھنڈے کے نیچے ایک دفعہ پھر دنیا میں امن قائم کیا جائے گا۔ اور خدا کا کلام پورا ہو کر دنیا کو اِن خطرناک عذابوں اور بلاؤں سے بچالے گا۔ اس کے بعد اگر قیامت جلد آنی ہے تو آجائے گی مگر اس سے پہلے نہیں اور ہرگز نہیں۔" (الفضل 16 ؍اگست 1945ء)

1: وِی وَن (V.One): ہوائی بم جو 1944ء، 1945ء کے دوران ہٹلر نے انگلستان پر حملہ کرنے کے لئے ایجاد اور استعمال کیا۔

2: وِی ٹُو (V.Two): ہوائی بم جو 1944ء، 1945ء کے دوران ہٹلر نے انگلستان پر حملہ کرنے کے لئے ایجاد اور استعمال کیا۔

3: المدثر: 32

4: بخاری کتاب الْجِہَاد باب لَا یُعَذَّبُ بِعَذَابِ اللّٰہِ

5: تذکرۃ صفحہ 719 ایڈیشن چہارم

6: سُپر فورٹرس (B-29 Super Fortress): یہ چار انجنوں والا ہیوی بمبار طیارہ تھا جس کو امریکہ نے دوسری جنگ عظیم کے اختتام کے قریب استعمال کیا۔ یہ دوسری جنگ عظیم میں استعمال کیا جانے والا سب سے بڑا اور سب سے ایڈوانس بمبار جہاز تھا۔ اس جہاز کے ذریعے سے ہی ہیروشیما پر ایٹم بم گرایا گیا تھا۔

(Wikipedia , The Free Encyclopedia)